مذہب اور سائنس- باہمی تعلق کی صحیح نوعیت

*ڈاکٹر محمد شہباز منج

In Europe, an aggressive and prejudicial approach of the Christian religious aristocracy against the logical thinking about the universe and human being, ended in conflict between religion and science. The people related to science became the enemies of religion, unexceptionally.On the question of religion they think of Christianity and hardly think of Islam. Islam's approach, regarding logical thinking, is entirely different from that of Christanity. Its divine book not only free from such prejudices like that of bible and Christianity, regarding logical thinking, but rather, encourage it. In the Islamic history, religion and science have never been in a conflict. Some Muslims, however, in the latest age, have gone to the extremes, regarding Quran and modern science. Some try to derive all the scientific details from the Quran while others consider the science a thing totally forbidden. Both the groups are extremists. Quran is neither a book of science nor is totally indifferent to it. The real purpose of the Quran is to lead human being to the path of success, both in this world and the world to come. For this purpose Quran, no doubt, argues objectively and scientifically. Quran insists on confessing its teachings by thinking in souls and universe and by observation and experiment rather than confess them blindly. Science is also depended upon thinking, observation and experiment. Thus science depends upon a thing on which Quran stresses as a mean for the achievement of its goal. Being the eternal words of The Creator of man and universe, on the one hand, it is impossible to be there in the Quran anything opposite to any establish scientific fact, and on the other hand it is necessary to be there the things which prove that it has a divine origin. So as some scientific facts become a mean of better understanding of some of the Quranic verses, some verses of the Quran, having scientific nature, become a mean to induce some none Muslim scholars and scientists, having objective approach, towards the Quran. And it will be continue till it is clear to mankind that this is the truth.

*اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اسلامیات، یونیورسٹی آف سرگودھا، سرگودھا۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

جدید سائنس کے حیرت زا اکتشافات نے بعض لوگوں کو اس درجہ مسحور کیا کہ وہ اسے مذہب کی شکست سے تعبیر کرنے لگے۔یورپ میں یہ خام خیال خاصہ عام ہوا اور بڑے بڑے مفکرین اس کے موید بن گئے۔مشہور ماہرنفسیات سگمنڈ فرائڈ نے یہاں تک کہہ دیا کہ انسانی زندگی تین نفسیاتی ادوار سے گزرتی ہے: دورِوحشت، دورِ مذہب اور دورِسائنس۔سائنس آ چکی لہذا مذہب قصہ ٔ پارینہ ہوا۔ہر چند کہ ہر کوئی اس انتہا تک نہ گیا ہو لیکن یہ بات مغرب میں قریب قریب طے ہو گئی کہ مذہب اور سائنس دو الگ الگ چیزیں ہیں جن کا آپس میں کوئی علاقہ نہیں۔مذہب کی باتیں سائنس سے متصادم ہوتی اور سائنسی ترقی کی راہ میں رکاوٹ بنتی ہیں، لہٰذا سائنسی ترقی کے لیے مذہبی اعتقادات سے کنارہ کشی امر لازم ہے۔سائنس کے کرشموں کی بدولت سیکولر ذہنیت کے لوگ تو مذہب سے بدظن اور اس کے خلاف تعصب کا شکار ہوئے ہی، بہت سے مذہب پسند لوگ بھی اس کے سحر میں یوں آئے کہ مذہب کی قطع و برید کر کے اسے سائنس کے مطابق ڈھالنے پر اتر آئے۔اس رویہ نے اہل اسلام میں کافی فروغ حاصل کیا۔اگرچہ شاذ ہے، لیکن بعض مذہب پسند اہل اسلام میں ایک رویہ یہ بھی ہے کہ سائنس فی نفسہ ایک برائی ہے۔یہ کائنات سے متعلق اپنا خاص زاویہ ٔنظر رکھتی ہے، خدا اور مذہب کی دشمن ہے اور بنی نوع انسان کو بے جا طور پر مادیات میں الجھا کر اخلاقی و روحانی نقصان وخسران اور ضلالت وگمراہی میں مبتلا کرنے کا سبب بنتی ہے۔ ذیل کی گزارشات میں یہ جائزہ لینا مقصود ہے کہ کیا واقعی مذہب اور سائنس میں تصادم ہے؟ اگر یہ بات درست نہیں تو مذہب اور سائنس میں تصادم کا تصور کیونکر پیدا ہوا؟ کیا اسلام اور سائنس میں بھی تصادم ہے؟ قرآن اور سائنس کے باہمی تعلق کی صحیح نوعیت کیا ہے؟ نیز قرآن اور سائنس کے متعلق مسلمانوں کا رویہ کیسا ہونا چاہیے؟

مذہب اور سائنس میں اختلاف کا تصور کب اور کیونکر پیدا ہوا؟

حضرت مسیح علیہ السلام کی ولادت سے تقریباً چار سو سال قبل یونان نے علم وحکمت میں خوب ترقی کی۔اس سرزمین میں افلاطون اور ارسطو جیسی نابغہ ٔ روزگار شخصیتوں نے جنم لیا۔یہاں غور وفکر اور تحقیق وتفحص پر کوئی پابندی نہ تھی۔چنانچہ یونانی حکماء نے کائنات سے متعلق مختلف اور متعدد نظریات پیش کیے۔یہ لوگ اگرچہ اپنے فکر کو تجربی طریق سے ثابت کرنے کے عادی نہ تھے، تاہم انہوں نے آزادنہ غور وفکر سے کافی علمی مواد بہم پہنچایا۔جب قدیم یونانی سلطنت زوال پذیر ہوئی اور اہل روم اور اہل کارتھیا کی طویل آویزش رومیوں کی فتح پر منتج ہوئی، تو سلطنت کے طول وعرض میں عیسائیت کے فروغ کے لیے راہ ہموار ہو گئی۔مسیحی تحریک نے رفتہ رفتہ ایشیائے کوچک، قبرص، یونان، اٹلی، فرانس اور برطانیہ وغیرہ ممالک پر بھی اپنا تسلط جما لیا۔مسیحیوں نے مسیح کی تعلیمات کا حلیہ بگاڑ دیا۔انہوں نے اپنی دنیاوی اغراض کی خاطر الہامی تعلیمات میں اپنی پسند و

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

ناپسند کے مطابق ترمیم و اضافہ اور تحریف و تبدیلی کر لی۔عیسائیت سازی کے دوران اہل کلیسا نے جہاں اللہ کی کتاب کو اپنے مفادات کے تابع کیا، وہاں یونانیوں کے بہت سے بے سرو پا تخیلات کو مذہبی تقدس کا رنگ دے کر اناجیل کا حصہ بنا دیا۔صرف اسی پر بس نہیں بلکہ ان باتوں کو مسلمہ الہامی تعلیمات کے طور پر اپنے زیر اثر ممالک میں پھیلایا گیا۔کسی فرد کو اجازت نہ تھی کہ وہ ان تعلیمات پر بحث کرے اور ان کے خلاف زبان کھولے۔ وہ لوگ جو آزادانہ غور و فکر سے اپنے نظریات پیش کرتے یا ایسی کتابیں شائع کرتے جن میں مندرج باتیں انجیل مقدس کی تعلیمات سے متصادم ہوتیں، ان کو سخت سزائیں دی جاتیں اور کتابیں ناجائز قرار دے کر ضبط کر لی جاتیں یا ان کو جلا دیا جاتا۔جرمن سائنسدان کیپلر کو''خلاصہ نظام کوپرنیکس'' شائع کرنے کی پاداش میں کافر قرار دیا گیا اور اس کی کتاب ضبط کر لی گئی۔اٹلی کے مشہور فلسفی برونو کو، جو تعدد عوالم کا قائل تھا، زندہ جلا دیا گیا۔گلیلیو نے نظام کوپرنیکس کی تائید میں ''نظام عالم'' شائع کی تو پابند سلاسل کر دیا گیا۔دس سال تک انتہائی الم اُٹھانے کے بعد جب 1642ء میں اس کا انتقال ہوا تو مسیحی قبرستان مین دفن نہیں ہونے دیا گیا۔

اہل کلیسا کے مظالم کے باوصف اہل سائنس نے اپنا کام جاری رکھا۔بالآخر مسیحیت نے سائنسدانوں کے بے پناہ عزم و ثبات کے سامنے گھٹنے ٹیک دیے۔سائنس پورے طمطراق کے ساتھ میدان میں اُتری اور مذہب کو علم و سائنس کی ترقی کی راہ میں رکاوٹ تصور کرتے ہوئے مسترد کر دیا گیا۔

اختلاف سائنس و مسیحیت مذہب بیزاری پر منتج ہوا:

سائنسدانوں پر اہل کلیسا کے مظالم کی وجہ سے یورپ کے علمی حلقوں میں عیسائیت کے خلاف شدید رد عمل پیدا ہوا۔عیسائی مذہب چونکہ بہت سی بے سرو پا روایات اور غیر سائنسی تعلیمات کو ماننے پر مجبور کرتا تھا، مشاہدہ، تجربہ اور آزادانہ غور و فکر پر قدغن لگاتا تھا، جبکہ سائنس کا دارومدار ہی غور و فکر اور مشاہدہ و مطالعہ فطرت پر ہے، چنانچہ پڑھے لکھے لوگ مذہب سے بیزار ہو گئے۔اگرچہ یہ بیزاری اصولاً مذہب کے خلاف نہیں بلکہ عیسائیت کے خلاف ہونا چاہیے تھی، جو اپنی خامیوں اور نقائص کی بنا پر اس کی ذمہ دار تھی، مگر چونکہ یورپ میں عیسائیت ہی مذہب کی نمائندہ تھی، لہٰذا مسیحیت سے بیزاری مذہب اور خدا سے بیزاری پر منتج ہوئی۔

اسلام اور سائنس میں کوئی تصادم نہیں:

سائنس اور عیسائیت کے تضاد و تصادم اور عیسائیت کے نقائص آشکارا ہو جانے کے بعد سائنسدان مذہب و خدا سے کنارہ کش ہو کر مادی نظریات سے وابستہ ہو گئے۔ان میں سے اکثر مذہبی مسائل سے محض

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

لاتعلقی اور نفرت کا جذبہ رکھتے ہیں، اور مذہب کو اوہام وخرافات پر مبنی قرار دیتے ہیں۔ مغرب میں مذہب وسائنس پر گفتگو کرتے ہوئے یہودیت وعیسائیت کے ذکر پر قناعت کی جاتی ہے اور اسلام کے بارے میں مشکل ہی سے سوچا جاتا ہے۔ گویا ان کے نزدیک اسلام بدرجہ اولی اوہام وخرافات پر مبنی، غیر صحیح اور سائنس سے متصادم ہے۔ موریس بکائی لکھتے ہیں:

> "The majorities of today scientists with a small number of exceptions of course, are indeed bound up in materialist theories and have only indifference or contempt for religious questions which they often consider to be founded on legend. In the west moreover when science and religion are discussed, people are quite willing to mention Judaism and Christianity among the religions referred to, but they hardly ever think of Islam. So many false judgments based on inaccurate ideas have indeed been made about it, that today it is very difficult to form an exact notion of the reality of Islam." (1)

اس کے باوجود کہ دین اسلام عیسائیت کے تمام نقائص سے پاک تھا، بہت سے مسلمان مغرب کی کورانہ تقلید میں مذہب کے خلاف علمی تعصب کا شکار ہوکر مذہب اور خدا کے عقیدے کو سائنس سے الگ رکھنے پر مصر نظر آنے لگے اور اپنے دین مبین کی عظمت کو فراموش کر بیٹھے ؎

اے بعشق دیگراں دل باختہ
آبروئے خویش را نشناختہ

اکثر مغربی سائنسدانوں اور ان کے اندھے مسلم مقلدین کے تصورات کے برعکس اسلام کا سائنس یا دیگر تجربی علوم سے کوئی تصادم نہیں بلکہ، قرآن حکیم میں حق تعالیٰ نے ارباب دانش کو اپنی تخلیق میں غور وفکر کی تاکید کی ہے، جس سے سائنسی علوم کے حصول کی ترغیب ملتی ہے۔ قرآن کے نقطہ نظر سے کائنات میں تفکر وتدبر اور اس کے اسرار ورموز سے واقفیت ایمان ویقین میں پختگی کا باعث ہے۔ مولانا مودودی لکھتے ہیں:

> یہ کہنا کہ سائنس تو ایک عالمگیر چیز ہے اس کا کسی مذہب سے کوئی تعلق نہیں۔ فی الواقع بڑی نافہمی کی بات ہے... حقیقت یہ ہے کہ سائنس کا کوئی شعبہ ایسا نہیں ہے جو انسانوں کے دل میں ایمان کو گہری جڑوں سے رائج کرنے والا نہ ہو۔ فزکس، کیمسٹری، بیالوجی۔ اناٹومی، اسٹرانومی غرض جس علم کو بھی دیکھیں اس میں ایسے حقائق سامنے آتے ہیں جو انسان کو پکا اور سچا

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

مومن بنا دینے کے لیے کافی ہیں۔ سائنس کے حقائق سے بڑھ کر آدمی کے دل میں ایمان پیدا کرنے والی کوئی دوسری چیز نہیں ہے۔ یہی تو وہ آیات الٰہی ہیں جن کی طرف قرآن بار بار توجہ دلاتا ہے مگر صرف اس وجہ سے کہ کافر سائنسدانوں نے ان حقائق کو اپنے نقطۂ نظر سے مرتب اور بیان کیا ہے، انہیں پڑھ کر آدمی الٹا مادہ پرست اور ملحد بنتا ہے اور خدا کے تصور پر ہنستا اور مذاق اُڑاتا ہے۔(2)

اسلام اور سائنس کے قریبی تعلق، جدید سائنس کے نقطہ نگاہ سے قرآن کی عظمت اور سائنسی معلومات سے اس کے بہتر فہم کا ذکر کرتے ہوئے موریس بکائی لکھتے ہیں:

" It comes as no surprise, Therefore, to learn that religion and science have always been considered to be twin sisters by Islam and that today, at a time when science has takes such great strides, they still continue to be associated. And further more certain scientific data used for the better understanding of the Quranic text." (3)

دور جدید کے کئی مغربی مفکرین بھی اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ سائنس اور مذہب باہم متضاد نہیں بلکہ دونوں کا آپس میں گہرا ربط ہے۔ وہ محسوس کرتے ہیں کہ سائنس کو خدا کے عقیدہ اور اس عقیدہ کے تحت اخلاقی قدروں کے ساتھ مربوط ہونا چاہیے۔ یہ قرآن حکیم کی طرف ایک غیر شعوری جھکاؤ ہے۔ یہاں اس سلسلہ میں ڈاکٹر رفیع الدین کے سیارہ ڈائجسٹ میں شامل مقالہ کے حوالے سے دو مفکرین کی آراء کی نقل جاتی ہیں: پروفیسر سوادکن - ہارورڈ یونیورسٹی کے شعبہ عمرانیات کا سابق صدر- لکھتا ہے: ''مذہب اور سائنس کا موجودہ تضاد خطرناک ہی نہیں بلکہ غیر ضروری بھی ہے۔ اگر خدا اور اخلاقی اقدار کا صحیح تصور میسر آجائے تو اس کی روشنی میں یہ بات واضح ہو جائے گی کہ مذہب اور سائنس دونوں ایک ہیں اور ایک ہی مقصد کی پیش برد کے لیے اپنا وجود رکھتے ہیں۔ یعنی یہ کہ تجربات کی اس قریبی دنیا میں خدائے مطلق کی قدرتوں کو بے نقاب کیا جائے تا کہ انسان کی شرافت اور خدا کی عظمت دونوں کا اثبات عمل میں آئے۔'' فیلڈ مارشل سمٹس- فلسفہ کی بلند پایہ کتاب ہولزم Holism کا مصنف- لکھتا ہے: ''صداقت کی مخلصانہ جستجو اور نظم اور حسن کے ذوق کے اعتبار سے سائنس مذہب اور فن کے اوصاف سے حصہ لیتی ہے... اصل بات یہ ہے کہ یہ کہنا بالکل بجا ہے کہ شائد سائنس ہمارے اس عہد کے لیے خدا کی ہستی کی واضح ترین نقاب کشائی ہے... سچی بات تو یہ ہے کہ نوع انسانی کو جو کارہائے نمایاں سرانجام دینے ہیں، ان میں سے ایک یہ ہوگا کہ وہ سائنس کو

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

اخلاقی قدروں کے ساتھ ملحق کرے گی اور اس طرح سے اس بڑے خطرے کا ازالہ کرے گی جو ہمارے مستقبل کو درپیش ہے۔'' (4) علامہ اقبال کے نزدیک مذہب اور سائنس دونوں کا مقصد سچائی اور حقیقت کی تلاش ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

"The truth is that the religious and scientific processes, though involving different methods, are identical in their final aim at reaching the most real." (5)

قرآن اور سائنس کا باہمی تعلق:

بعض مسلم اہل فکر ہر طرح کے سائنسی نظریات کی قرآن سے مطابقت ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ رویہ ظاہر ہے کہ غیر علمی اور سائنسی اکتشافات سے بے جا مرعوبیت کی دلیل ہے۔ قرآن بنیادی طور پر سائنس کی کتاب ہے اور نہ سائنسی اُصولوں کو بیان کرنا اس کا مقصود۔ یہ بنی نوع انسان کے لیے الہامی صحیفۂ ہدایت ہے۔ تاہم بعض دیگر مسلم اصحاب قلم کا یہ خیال بھی انتہائی سطحی ہے کہ قرآن اور سائنس میں قطعاً مغائرت ہے۔ سائنس اگر طبیعی کائنات کے غیر جانبدارانہ مشاہدہ اور اس سے متعلق بنیادی حقائق کا مطالعہ ہے، (6) اگر اس کے معنی جاننے اور سیکھنے کے ہیں، (7) اگر اس کا مطلب علم ہے، (8) اگر یہ مشاہدے سے دریافت ہونے والے نتائج یا علمی حقائق کو مرتب اور منظّم کرنے کا نام ہے، (9) اگر یہ تجرباتی علوم وحکمت یا فطری وطبیعی مظہر کا باقاعدہ علم یا ایسی سچائی ہے، جو مشاہدہ، تجربہ یا استقرائی منطق سے معلوم کی گئی ہو، یا طبیعی حقائق کو وہ علم ہے، جو مشاہدے اور تجربے سے حاصل ہو، (10) اگر اس کے معنی غیر جانبداری سے حقیقت کے کسی پہلو کا باقاعدہ مطالعہ کرنا ہیں، (11) تو قرآن اور سائنس میں مغائرت کا دعویٰ کیسے درست ہوسکتا ہے؟ جبکہ قرآن خود جگہ جگہ علم، مشاہدہ، تدبر وتفکر اور حقائق کا شعور وادراک حاصل کرنے پر زور دیتا ہے۔ بلاشبہ قرآن کا اصل اور بنیادی کام انسان کی ہدایت ہے۔ تاہم وہ جہاں انسان کو اللہ کی معرفت کا درس دیتا ہے، وہاں اللہ کی کبریائی، خلاقیت اور علم وقدرت وغیرہ کے اظہار کے لیے اور اپنے دعوؤں کی حقانیت کے ثبوت میں کائنات اور اس میں کارفرما قوانین طبیعی سے تعرض کرتے ہوئے ان کے کسی نہ کسی پہلو کو بطور دلیل پیش کرتا ہے، اور ساتھ ہی ساتھ کائنات اور اس کے مظاہر کے مشاہدہ اور مطالعہ پر زور دیتا ہے۔ یوں قرآن سائنس کی کتاب نہ ہوتے ہوئے بھی سائنسی مواد کو زیر بحث لاتا ہے۔ ذیل میں اس سلسلہ میں تحصیل علم اور مشاہدہ وتجربہ اور تدبر فی الخلق کے حوالے چند آیات سے مختصراً استشہاد کیا جاتا ہے۔

تحصیل علم: سائنس کی تعریف میں ہم نے دیکھا کہ اس کا مطلب علم ودانش ہے، اور اس کی بنیاد

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

کسی شئے کے شعور وادراک پر ہے۔قرآن بھی حصول علم پر بے حد زور دیتا ہے۔چند آیات ملاحظہ ہوں: اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ (12) یہ آیات قرآن کی سب سے پہلے نازل ہونے والی آیات ہیں۔یوں قرآن نے سب سے پہلے علم و تعلم کی اہمیت واضح کی۔سورہ رحمٰن میں رحمٰن کا تعارف کراتے ہوئے ارشاد فرمایا گیا: اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَیَانَ (13) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے مقاصد میں سے ایک اہم مقصد تعلیم دینا تھا: هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ (14) قرآن کے نزدیک علم والے اور جاہل کبھی برابر نہیں ہو سکتے: قُلْ هَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ اِنَّمَا یَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ (15) علم والے اللہ کے ہاں صاحبان فضل وکمال ہیں: یَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ (16) قرآن حصول علم پر اس لیے بھی زور دیتا ہے کہ اہل علم ہی اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں: اِنَّمَا یَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا (17) علم والے ہی اللہ کی دی ہوئی مثالوں کو سمجھتے ہیں: وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ وَمَا یَعْقِلُهَآ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ (18) انسان کو اس کی تخلیق کے بعد سب سے پہلے علم الاشیاء دیا گیا اور اسی بنا پر اسے فرشتوں پر فضیلت بخشی گئی: وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِكُ الدِّمَآءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ قَالَ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِیْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَكِیْمُ قَالَ یٰٓاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ فَلَمَّآ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ غَیْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ (19) علم کی انتہائی اہمیت کے پیش نظر علم میں اضافے کی دعا تعلیم فرمائی گئی: وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا 20) چنانچہ حصول علم کے اعتبار سے قرآن اور سائنس میں ایک واضح ربط دکھائی دیتا ہے۔

مشاہدہ، تجربہ اور تدبر فی الخلق: سائنس میں مشاہدہ کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔قرآن حکیم میں بھی متعدد مقامات پر تدبر و تفکر اور مشاہدۂ کائنات کی دعوت دی گئی ہے۔چند آیات ملاحظہ ہوں: ''بے شک آسمانوں اور زمین کی تخلیق اور رات اور دن کے اختلاف اور ان کشتیوں میں جو سمندر میں چلتی ہیں لوگوں کے نفع کی چیزوں کے ساتھ۔اور آسمان سے پانی نازل کرنے، پھر اس کے ذریعے زمین کے مردہ ہو جانے کے بعد اس کو زندہ کرنے اور اُس میں ہر طرح کے جاندار پھیلانے اور ہواؤں کے چلنے اور بادلوں کے آسمان وزمین کے

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

درمیان مسخر ہونے میں اہل عقل کے لیے نشانیاں ہیں۔‘‘(21) ایک جگہ فرمایا گیا کہ زمین میں اہل ایمان کے لیے اللہ کی توحید وقدرت کی نشانیاں ہیں اور تمہاری اپنی ذات میں بھی تمہارے لیے اللہ کی ہستی اور اس کی خالقیت اور ربوبیت کی علامات ہیں، تم کیوں بصیرت سے کام نہیں لیتے: وَفِی الْاَرْضِ اٰیٰتٌ لِّلْمُوْقِنِیْنَ وَفِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ (22) قرآنِ حکیم جہاں مومنین سے ذکر خداوندی کی توقع رکھتا ہے، وہاں وہ اس بات کی بھی توقع رکھتا ہے کہ وہ کائنات کی تخلیق پر غور وفکر کریں: اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰی جُنُوْبِھِمْ وَ یَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ ھٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (23) قرآن کا فرمان ہے کہ زمین میں چل پھر کر دیکھو کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح مخلوق کو اوّل اوّل پیدا کیا: قُلْ سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا کَیْفَ بَدَاَ الْخَلْقَ ثُمَّ اللّٰہُ یُنْشِئُ النَّشْاَۃَ الْاٰخِرَۃَ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (24) جانوروں، زمین وآسمان اور پہاڑوں کی ساخت میں اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں۔ لہٰذا انسانوں کو ترغیب دی گئی ہے کہ وہ اس سلسلہ میں مشاہدہ اور تفکر وتدبر سے کام لیں: اَفَلَا یَنْظُرُوْنَ اِلَی الْاِبِلِ کَیْفَ خُلِقَتْ وَاِلَی السَّمَآءِ کَیْفَ رُفِعَتْ o وَاِلَی الْجِبَالِ کَیْفَ نُصِبَتْ وَاِلَی الْاَرْضِ کَیْفَ سُطِحَتْ (25) اَفَلَمْ یَنْظُرُوْٓا اِلَی السَّمَآءِ فَوْقَھُمْ کَیْفَ بَنَیْنٰھَا وَزَیَّنّٰھَا وَمَا لَھَا مِنْ فُرُوْجٍ (26) اَوَ لَمْ یَنْظُرُوْا فِیْ مَلَکُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا خَلَقَ اللّٰہُ مِنْ شَیْءٍ (27) مٹی سے انسان کی تخلیق، انسانوں کے جوڑے بنانے، میاں اور بیوی میں باہم مودت ومحبت پیدا کرنے اور انسانوں میں زبانوں اور رنگوں کے اختلاف کو بھی غور وفکر کرنیوالوں کے لیے اللہ کی قدرت کی نشانیاں قرار دیا گیا ہے: وَ مِنْ اٰیٰتِہٖٓ اَنْ خَلَقَکُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ وَ مِنْ اٰیٰتِہٖٓ اَنْ خَلَقَ لَکُمْ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْکُنُوْٓا اِلَیْھَا وَ جَعَلَ بَیْنَکُمْ مَّوَدَّۃً وَّ رَحْمَۃً اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ وَ مِنْ اٰیٰتِہٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اخْتِلَافُ اَلْسِنَتِکُمْ وَ اَلْوَانِکُمْ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّلْعٰلِمِیْنَ (28) مشاہدہ اور تدبر فی الخلق کی اہمیت کے پیش نظر قرآن نے ان لوگوں کو حیوانوں سے بھی بدتر قرار دیا ہے، جو اپنے قوائے حسی کو مشاہدۂ فطرت اور ذہنوں کو تفکر وتدبر کے لیے استعمال نہیں کرتے: وَ لَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَھَنَّمَ کَثِیْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ لَھُمْ قُلُوْبٌ لَّا یَفْقَھُوْنَ بِھَا وَ لَھُمْ اَعْیُنٌ لَّا یُبْصِرُوْنَ بِھَا وَ لَھُمْ اٰذَانٌ لَّا یَسْمَعُوْنَ بِھَا اُولٰٓئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ ھُمْ اَضَلُّ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْغٰفِلُوْنَ (29) عقل کو کام میں نہ لانے والوں کو بدترین خلائق قرار دیا گیا ہے: اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰہِ الصُّمُّ الْبُکْمُ الَّذِیْنَ لَا یَعْقِلُوْنَ (30) قرآن کریم نے کسی مظہر فطرت کو دیکھ کر اس پر غور وفکر کیے بغیر آگے گزر جانے کو نافرمانوں کی نشانی بتایا ہے: وَ کَاَیِّنْ مِّنْ اٰیَۃٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ یَمُرُّوْنَ عَلَیْھَا وَ

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

هُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ(31)

ڈاکٹر رفیع الدین کے مطابق کسی مظہر قدرت یا اٰیة اللّٰہ پر غور و فکر ترک کر دینا اس سے پہلے کہ اس کی حقیقت پوری طرح منکشف ہو، اس سے اعراض کے زمرے میں آتا ہے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان کو یہ حکم ہے کہ جب موجوداتِ قدرت میں سے کوئی چیز اس کے نوٹس میں آئے تو اسے نظر انداز نہ کرے، بلکہ اس کے مشاہدہ اور مطالعہ کا حق ادا کرے، اس کی حقیقت اور اصلیت کو پوری طرح سمجھے، اور خدا کی حکمتیں، جو اس کے اندر پوشیدہ ہیں، ان سے پوری طرح واقف ہونے کی کوشش کرے۔گویا جب تک کسی چیز کی حقیقت پوری طرح واضح نہ ہو جائے، مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ اپنی تحقیق و تجسس کو جاری رکھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے امت کو سکھائی گئی حسب ذیل دعا بھی اس مطلب کی تائید کرتی ہے: **اللّٰھم أرنا الحق حقا وارزقنا اتباعه وأرنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابه اللّٰھم أرنا الاشیاء کماھی.** ''اے خدا! ہم کو صداقت بطور صداقت کے دکھا دے اور اس کی پیروی کرنے کی توفیق دے اور جھوٹ بطور جھوٹ کے دکھا دے اور اس سے بچنے کی توفیق عطا فرما۔اے خدا! ہمیں اشیاء کو اس طرح دکھا دے جیسی وہ درحقیقت ہیں۔'' حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ دعا گویا سائنسی طریق تحقیق کی حمایت کرتی ہے ، کیونکہ سائنسی طریق تحقیق، جو اس بات پر زور دیتا ہے کہ مشاہدہ کے نتائج کو کامل احتیاط سے اخذ کیا جائے اور انتہائی طور پر درست کرنے کی کوشش کی جائے ، اس کا مقصد یہی ہے کہ اشیا ایسی ہی نظر آئیں جیسی کہ وہ درحقیقت ہیں۔(32)

اشیا کو ان کی اصلی حالت میں دیکھنے اور مشاہدے کے نتائج میں غلطی سے بچنے کے لیے قرآن بہ تکرار صحیفۂ فطرت کے مطالعہ کی دعوت دیتا ہے: **الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا مَا تَرٰی فِیْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرٰی مِنْ فُطُوْرٍ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَیْنِ یَنْقَلِبْ اِلَیْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِیْرٌ** (33) قرآن یہاں بار بار نگاہ ڈالنے اور غور و فکر کرنے پر زور دے رہا ہے۔سائنسی زبان میں یہی چیز مشاہدہ(Observation) اور تجربہ (Experiment) کہلاتی ہے۔کسی چیز کا بار بار مشاہدہ کرنے اور حالات بدل بدل کر یعنی تجربہ کر کے مطالعہ کرنے اور غور و فکر کر کے گہرے نتائج اخذ کرنے کو سائنسی تحقیق (Scientific Research) کہا جاتا ہے۔

تجربہ اور مشاہدہ کی انتہائی اہمیت اس لیے بھی ہے کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ پر ایمان مضبوط ہوتا ہے اور اطمینانِ قلب نصیب ہوتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص بندوں کو جو مشاہدات کرائے،

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

ان کا ذکر بھی قرآن میں موجود ہے۔ ذیل میں دو واقعات ذکر کئے جاتے ہیں: وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰھٖمُ رَبِّ اَرِنِیْ كَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی قَالَ اَوَ لَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰی وَ لٰكِنْ لِّیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّیْرِ فَصُرْھُنَّ اِلَیْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰی كُلِّ جَبَلٍ مِّنْھُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُھُنَّ یَاْتِیْنَكَ سَعْیًا وَ اعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ (34) اگرچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی مردوں کو زندہ کرنے کی قدرت کاملہ پر ایمان تھا تاہم انہوں نے اطمینانِ قلب کے لیے مشاہدہ کرنا چاہا تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے چار پرندے لے کر انہیں سدھایا اور پھر ان کو ذبح کر کے ان کا گوشت باہم ملا کر چار پہاڑوں کی چوٹیوں پر رکھ دیا۔ پھر ان کو ایک ایک کر کے آواز دی تو وہ ان کی نگاہوں کے سامنے زندہ ہو گئے۔ دوسرے واقعہ کا ذکر اس طرح کیا گیا ہے: اَوْ كَالَّذِیْ مَرَّ عَلٰی قَرْیَةٍ وَّ ھِیَ خَاوِیَةٌ عَلٰی عُرُوْشِھَا قَالَ اَنّٰی یُحْیٖ ھٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِھَا فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ قَالَ لَبِثْتُ یَوْمًا اَوْ بَعْضَ یَوْمٍ قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ اِلٰی طَعَامِكَ وَ شَرَابِكَ لَمْ یَتَسَنَّهْ وَ انْظُرْ اِلٰی حِمَارِكَ وَ لِنَجْعَلَكَ اٰیَةً لِّلنَّاسِ وَ انْظُرْ اِلَی الْعِظَامِ كَیْفَ نُنْشِزُھَا ثُمَّ نَكْسُوْھَا لَحْمًا فَلَمَّا تَبَیَّنَ لَهٗ قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (35) عزیر علیہ السلام کو بھی اللہ کی قدرت کاملہ پر یقین تھا تاہم جب انہوں نے بستی کو عجیب وغریب حالت میں تباہ شدہ دیکھا تو یہ جاننا چاہا کہ اللہ تعالیٰ اس بستی کو کس کیفیت سے زندہ کرے گا؟ تو اللہ تعالیٰ نے انہیں مشاہدہ کرانے کے لیے سو برس تک مردہ رکھا۔ پھر ان کو زندہ کر کے پوچھا کتنی مدت تک اس حالت میں رہے ہو؟ وہ بولے کہ دن یا آدھا دن۔ اللہ نے فرمایا نہیں بلکہ سو برس تک اس حالت میں رہے ہو۔ کھانے کو دیکھو وہ بالکل نہیں گلا سڑا اور دیکھو گدھے کی ہڈیوں کو ہم کیسے ترکیب دیتے ہیں؟ اور تمہارے دیکھتے ہی دیکھتے ان پر گوشت چڑھاتے ہیں۔ یہ سب کچھ ہوتا دیکھ کر حضرت عزیر علیہ السلام کو اللہ کی قدرتِ کاملہ پر اطمینانِ قلبی حاصل ہو گیا۔

ان واقعات سے یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جہاں مشاہدہ اور مطالعہ کائنات پر زور دیا اور بھرپور طریقے سے اس کی دعوت وترغیب دی وہاں اپنے بندوں کو مشاہدات بھی کرائے۔ چنانچہ مشاہدہ تجربہ اور تدبر فی الخلق کے اعتبار سے بھی قرآن اور سائنس میں ایک واضح تعلق نظر آتا ہے۔

قرآن اور سائنس میں تعلق کی صحیح نوعیت:

موجودہ دور سائنس کا دور سمجھا جاتا ہے۔ جدید تعلیم یافتہ افراد کم وبیش ہر قسم کے مسائل میں سائنسی ثبوت کے متقاضی ہوتے ہیں۔ ان کا رویہ قرآن کے حوالے بھی اسی نوعیت کا ہے۔ یہ سوال اکثر سامنے آتا

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

ہے کہ قرآن اور سائنس میں کیا تعلق پایا جاتا ہے؟ کیا قرآن ایسے حقائق کا انکشاف کرتا ہے، جو جدید سائنس کا موضوع تفتیش ہیں؟ کیا قرآنی بیانات اور جدید سائنسی تحقیقات میں مطابقت پائی جاتی ہے؟ اگر سائنسی تحقیقات وانکشافات اور قرآنی بیانات میں ٹکراؤ نظر آئے تو ایک مسلمان کو کیا کرنا چاہیے؟ ذیل میں ہم ان سوالات کے جوابات اور قرآن اور سائنس کے تعلق کی صحیح نوعیت کو سمجھنے کی کوشش کریں گے۔

قرآن اپنے موضوع پر ایک مکمل کتاب ہے: سب سے پہلے ہم یہ دیکھیں گے کہ قرآن کا موضوع اور اس کا حقیقی واصلی مقصود کیا ہے؟ یہ بات ہمیشہ ذہن میں رہنا چاہیے کہ قرآن کا موضوع انسان ہے۔ وہ انسان کی فطرت کو درست رکھنے اور انحراف کا شکار ہو کر فساد برپا کرنے سے بچانے کا درس دیتا ہے۔ اس کا کام اس نظام کی اصلاح کرنا ہے، جس کے تحت انسان زندگی گزارتا ہے۔ قرآن انسان کے اعتقادات وتصورات، اس کے فہم وشعور اور کائناتِ ہستی میں اس کے لیے درست رویہ اور طرزِ عمل کی راہیں متعین کرتا ہے۔ وہ انسان کے دوسرے انسانوں اور دیگر مخلوقات، نیز انسان اور خدا کے مابین تعلق کے سلسلہ میں اسے رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ سو قرآن اپنے موضوع پر مکمل کتاب ہے اور اپنے موضوع کا پورے طور پر احاطہ کیے ہوئے ہے۔ رہی یہ بات کہ قرآن میں مظاہر فطرت، طبیعی وسماوی حقائق اور سائنسی دلچسپی کے دیگر پہلوؤں کا ذکر بھی ملتا ہے، تو اس کا مقصد دراصل یہ ہے کہ یہ مظاہر اور آیات وعلامات خدا کی ہستی اور قرآن کے اساسی عقائد کے حق میں دلائل فراہم کرنے والی چیزیں ہیں۔ چونکہ انسان کائنات سے متعلق ہے، لہٰذا قرآن انسان کو کائنات کے مزاج، اسکے تخلیق کار سے اس کے ربط اور اس کے مختلف افراد کے درمیان پائی جانے والی ہم آہنگی وغیرہ کا ایک عمومی تصور عطا کرتا ہے، لیکن وہ ان کی جزئیات سے بحث نہیں کرتا، کیونکہ یہ بات اس کے موضوع سے خارج ہے۔ سید قطب لکھتے ہیں: و ان وظیفة أن ینشئ تصوراً عاماً للوجود وارتباطه بخالقه، ولوضع الانسان فی هذا الوجود و ارتباطه بربه; و ان یقیم علی أساس هذا التصور نظاماً للحیاة یسمح للانسان ان یستخدم کل طاقاته. و من بینها طاقته العقلیة، التی تقوم هی بعد تنشئتها، و اطلاق المجال لها لتعمل -بالبحث العلمی- فی الحدود المتاحة للانسان . و بالتجریب و التطبیق، وتصل اِلیه من نتائج، لیست نهائیة ولا مطلقة لطبیعة الحال.'' (36)

قرآن کا کام تجربی طریقہ سے سائنس مرتب کرنا نہیں: بعض لوگ قرآن کی شان عظمت پر اظہار عقیدت کرتے ہوئے، اس میں سے تمام سائنسی علوم کی جزئیات نکالنے کی کوشش کرتے ہیں، حالانکہ یہ چیز

قرآن کے دائرہ بحث سے خارج ہے۔قرآن سائنسی نظریات کی کتاب ہے اور نہ ہی اس کا کام تجربی طریقے سے سائنس مرتب کرنا ہے۔جن باتوں کی تعلیم دینا قرآن کا اصلی مقصود ہے، ان باتوں کے ضمن میں قرآن قوانین طبیعی سے تعرض ضرور کرتا ہے، مگر جزئیات میں نہیں جاتا اور ایک عمومی تصور دینے کے بعد آگے بڑھ جاتا ہے۔سید قطب رقمطراز ہیں: ''ان القرآن لیس کتاب نظریات علمیة ولم یجئ لیکون علماً تجریباً کذلك. انما هو منهج للحیاة کلها منهج لتقویم العقل لیعمل و ینطلق فی حدوده. و لتقویم المجتمع یسمح العقل بالعمل و الانطلاق. دون أن یدخل فی جزئیات و تفصیلات علمیة بحتة فهذا متروك للعقل بعد تقویمه و اطلاق سراحه۔''(37)

ایک طرف قرآن کے بعض پر جوش عقیدت منداس کوشش میں رہتے ہیں کہ اس کے اندر کیمیا، طب، فلکیات وغیرہ علوم کی جزئی معلومات تلاش کریں تو دوسری طرف اس کے بعض نکتہ چیں اس میں سائنسی تحقیقات اور جدید سائنسی علوم کے خلاف باتوں کے ٹوہ میں لگے رہتے ہیں۔یہ ہر دو قسم کے افراد افراط وتفریط کا شکار ہیں۔جزئی سائنسی معلومات کا بیان قرآن کا موضوع نہیں اور مسلمہ سائنسی حقائق قرآنی بیانات سے نہیں ٹکرا سکتے۔

قرآنی حقائق کو انسانی نظریات کا پابند نہیں بنانا چاہیے: جدید سائنسی نظریات سے متاثر ہو کر قرآنی حقائق کو تکلفاً ان کے مطابق ڈھالنے کا رجحان قطعاً درست نہیں۔سائنس بجائے خود ایک ظنی علم ہے، اس کے نظریات ومفروضات حتمی نہیں ہوتے، بلکہ علم کی ترقی کے ساتھ ان میں ترمیم واضافہ یا ان کے بالکل بدل جانے کا امکان موجود رہتا ہے۔سائنس کے سامنے جب کسی مسئلے پر کافی مواد جمع ہو جاتا ہے اور کسی حقیقت کی جھلک محسوس ہونے لگتی ہے تو قیاس یا مفروضہ (Hypothesis) نمودار ہوتا ہے، پھر جب بہت سے سائنسدان اس کو تسلیم کر لیتے ہیں اور اس کے مزید ثبوت مل جاتے ہیں تو اس کو نظریہ (Theory) کا مقام دے دیا جاتا ہے۔پھر جب ایک لمبے عرصے تک اس نظریے کے ثبوت دنیا میں پہنچتے رہتے ہیں، اور اکثر وبیشتر سائنسدان اس سے متفق ہو جاتے ہیں تو اس نظریے کو قانون (Law) کا رتبہ دے دیا جاتا ہے۔لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ اس کے بعد اس میں کسی قسم کی تبدیلی کا امکان باقی نہیں رہا، بہت سی مثالیں ایسی ہیں کہ کسی قانون کو بعد کی تھیوری نے بدل ڈالا۔لہٰذا ایک مسلمان کو شایان نہیں کہ وہ قرآن کے یقینی نصوص کو انسان کے غیر یقینی نظریات پر محمول کرے۔

سائنسی حقائق نظریات سے مختلف چیز ہیں: یہ بات البتہ ذہن میں رہنا چاہیے کہ سائنسی نظریات کی

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

نوعیت ثابت شدہ اور مشاہدہ میں آئے ہوئے سائنٹفک حقائق سے مختلف ہے۔قرآن کا کوئی بیان اگر ان حقائق سے تعرض کرتا ہے تو قرآنی حوالے سے نہ صرف یہ کہ ان کی تائید کی جاسکتی ہے بلکہ کی جانی چاہیے، کیونکہ ثابت شدہ اور مشاہدہ میں آئے ہوئے سائنٹفک حقائق اور قرآنی بیانات کے درمیان ٹکراؤ ناممکن ہے۔اسی حقیقت کے پیش نظر اہل علم تفسیر قرآن اور سائنس کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے عام سائنسی نظریات اور حقائق میں فرق ملحوظ رکھنے کو خصوصی اہمیت دیتے ہیں۔سید قطب فی ظلال القرآن میں لکھتے ہیں: ’’ لا نحاول فی الظلال ان نوفق بین النصوص القرآنية والنظريات التی تسمی علمية. وھی شیء آخر غير الحقائق العلمية الثابتة للتجربة كتمدد المعادن بالحرارة وتحول الماء بخاراً و تجمده بالبرودة الی آخر ھذا النوع من الحقائق العلمية وھی شیء آخر غير النظريات العلمية. ‘‘(38)

قدیم وجدید ہر دو مفاہیم کی گنجائش: بعض لوگوں کا خیال ہے کہ قرآن کا کام تو محض شرعی و دینی امور سے بحث کرنا ہے۔ یہ تو مراسمِ عبودیت اور عقائد و احکام کا مجموعہ ہے۔ سائنس کی ترقی اور نئی نئی معلومات سے اسے کیا سروکار؟ نیز اگر یہ کہا جائے کہ قرآن سائنسی مواد سے بحث کرتا ہے اور جدید سائنسی معلومات سے قرآن کے بہتر فہم میں مدد ملتی ہے، تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ پرانے لوگ قرآن کو درست طور پر نہ سمجھ سکے۔لیکن یہ بات قرآن کی عظمت کو صحیح طور پر نہ سمجھ سکنے کی دلیل ہے۔ہمیں یہ حقیقت کبھی فراموش نہیں کرنا چاہیے کہ قرآن سب انسانوں اور سب زمانوں کے لیے ہے، جو لوگ جس دور میں بھی اس کا مطالعہ کریں گے، یہی محسوس ہوگا کہ یہ انہی لوگوں اور اسی دور کے لیے نازل ہوا ہے۔ چونکہ یہ ایسی ہستی کا کلام ہے، جو ازلی وابدی ہے اور جس کا علم سب زمانوں کو محیط ہے، گردشِ ایام جس میں کبھی بھی کوئی ترمیم واضافہ یا اصلاح وتجدید تجویز نہیں کرسکتی۔لہٰذا لازم تھا کہ اس کے الفاظ کی ساخت وترکیب ایسی ہو اور اس کے معانی میں ایسی وسعت و لچک رکھی جائے کہ یہ پرانے لوگوں کی سمجھ سے بالا ہو اور نہ نئے لوگوں کو پرانا لگے۔ یہ قرآن کا اعجاز ہے، جو کسی انسان کے بس کی بات نہیں۔ چنانچہ قرآن جہاں عقائد واحکام اور مراسمِ عبودیت سکھاتا ہے، وہاں وہ غلط افکار ونظریات کی تردید کے لیے تکوینی امور اور انسان اور کائنات سے متعلق حقائق کو بھی زیر بحث لاتا ہے، مگر ان حقائق کے بیان میں ایسا انداز اختیار کرتا ہے کہ ان سے جہاں نئے نئے معانی اخذ کرنے کی گنجائش باقی رہتی ہے، وہاں پرانا مفہوم (اگر وہ قرآن کے گہرے مطالعے کے بعد پوری محنت و دیانت داری سے اخذ کیا گیا تھا تو) بھی غلط قرار نہیں پاتا۔اس سلسلہ میں مولانا شہاب الدین ندوی نے

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

ایک مثال پیش کرتے ہوئے لکھا ہے کہ قرآن حکیم میں کہا گیا ہے کہ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ''ہم نے ہر جاندار چیز کو پانی ہی سے پیدا کیا ہے۔'' (انبیاء:۳۰) موجودہ دور سے پہلے اس کا مطلب یہ لیا جاتا رہا کہ تمام حیوانات نطفہ ہی سے وجوز پذیر ہوتے ہیں، جو پانی ہی کی ایک شکل ہے، یا مجازاً اس کو پانی کہہ سکتے ہیں۔ یہ مفہوم اپنی جگہ بالکل صحیح تھا، مگر جدید سائنسی تحقیقات کی بدولت ایک نیا مفہوم سامنے آیا ہے، جس کے پیش نظر قرآن حکیم کے حیرت انگیز اعجاز کا حال بخوبی واضح ہو جاتا ہے۔ حیاتیات (Biology) کی ترقی کی بدولت اس بات کا پتہ لگایا جا چکا ہے کہ تمام حیوانات و نباتات کی تشکیل یکساں قسم کے مادے سے ہوتی ہے اور خوردبینی مشاہدے سے پتہ چلا ہے کہ حیوانات و نباتات کے اجسام نہایت درجہ ننھے ننھے خانوں پر مشتمل ہیں۔ ان خانوں میں ایک لیسدار چپچپا اور متحرک مادہ بھرا رہتا ہے، جس کو نخز مایہ یا پروٹو پلازم کا نام دیا گیا ہے اور کیمیائی تجزیہ سے پتہ چلا ہے کہ اس مادہ کا اکثر و بیشتر حصہ پانی ہی پر مشتمل ہے۔ (39)

اس طرح کی کئی مثالیں ہیں۔ یوں یہ بات مسلم ہو جاتی ہے کہ قرآن حکیم کے وہ بیانات جو کسی حوالے سے کسی شعبۂ علم سے متعلق ہیں، ہر زمانے کی معلومات اپنے دامن میں سمیٹ لینے کی گنجائش رکھتے ہیں، بشرطیکہ وہ معلومات یا تو مشاہدہ میں آئے ہوئے حقائق ہوں یا ان کا تعلق ایسے نظریات سے ہو، جو متعلقہ شعبہ علم میں آگے بڑھنے اور اس سلسلہ میں زیادہ بہتر اور درست معلومات کے حصول کی طرف رہنمائی کرتے ہوں اور منہاج کے اعتبار سے غلط نہ ہوں اور نہ ہی قرآن کے اجمالی مفہوم سے ٹکراتے ہوں۔

سائنسی معلومات سے ہمارے فہم قرآن میں ترقی ہوتی ہے: اس حقیقت میں کوئی شبہ نہیں کہ کائنات، حیات اور انسان سے متعلق سائنس جو حقائق سامنے لاتی ہے، ان سے قرآن کی بعض ان آیات کو زیادہ بہتر طور پر سمجھنے میں مدد ملتی ہے، جن میں کسی نہ کسی حوالے سے ان حقائق سے تعرض کیا گیا ہوتا ہے۔ قرآن حکیم نے اس حقیقت کی طرف ان الفاظ میں اشارہ کیا ہے: سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنْفُسِهِمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ. (40)

چنانچہ سائنس انفس و آفاق میں خداوند قدوس کی جو نشانیاں دریافت کرے، ان کے پیش نظر ہم اپنے فکر کے اعتبار سے معانیٔ قرآن کو ان علمی اکتشافات کے مطابق وسعت دے سکتے ہیں۔ اس سلسلہ میں چند مثالیں ملاحظہ ہوں: قرآن پاک میں ہے: وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ. (41) وَأَرْسَلْنَا الرِّيَاحَ لَوَاقِحَ (42). پہلی آیت میں ہر چیز کو جوڑا جوڑا بنائے جانے کا ذکر ہے۔ جدید تحقیقات سے بہت سی ایسی چیزوں میں بھی ازواج کا تصور سامنے آ چکا ہے، جس کا پہلے زمانے میں تصور تک نہیں کیا جا سکتا تھا، اور نہیں

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

معلوم کن کن اشیا میں مزید سامنے آئے، جیسا کی قرآن خود کہتا ہے: سُبۡحٰنَ الَّذِیۡ خَلَقَ الۡاَزۡوَاجَ کُلَّہَا مِمَّا تُنۡبِتُ الۡاَرۡضُ وَ مِنۡ اَنۡفُسِہِمۡ وَ مِمَّا لَا یَعۡلَمُوۡنَ (43) تو یہ حقیقت کھل کر سامنے آ گئی کہ ہر چیز کے جوڑا جوڑا ہونے کے حوالے سے قرآنی بیانات کس قدر معجزانہ اور گہرے معانی کے حامل تھے۔ اسی طرح دوسری آیت یعنی ''بار آور کرنے والی ہواؤں کے بھیجنے'' کے ضمن میں ہمارے فہم میں یوں ترقی ہوئی کہ علم نباتات کی جدید معلومات سے ہمیں ہواؤں کے ذریعے نر درختوں کے Pollens کا مادہ درختوں تک پہنچنا معلوم ہو گیا۔

قدیم دور میں سکونِ زمین کا تصوا تنا اہم اور قابل یقین سمجھا جاتا تھا کہ الہامی کتابوں کی تعبیرات میں بھی اسے یقینی حقیقت کے طور پر پیش کیا گیا۔ یہاں تک کہ جب بعض سائنسدانوں نے اس کی تردید کی تو اسے خدا کے کلام اور بائبل کی تردید پر محمول کیا گیا۔ اور ایسا کرنے والوں کو تختۂ مشق بنایا گیا۔ مسلمانوں نے قرآن کی تفسیر میں بھی عام طور پر اس نظریے کو اختیار کیا۔ لیکن آج زمین کی گردش ایک مشاہد حقیقت بن چکی ہے۔ اس سے ایک طرف تو قدیم مفسرین کی عام معذوری و نارسائی سامنے آتی ہے، اور دوسری طرف ان آیات کے مفہوم مبرہن ہو جاتا ہے، جن میں ہر جرم کے اپنے مدار میں محو گردش ہونے کا ذکر ہے: وَ ھُوَ الَّذِیۡ خَلَقَ الَّیۡلَ وَ النَّہَارَ وَ الشَّمۡسَ وَ الۡقَمَرَ ؕ کُلٌّ فِیۡ فَلَکٍ یَّسۡبَحُوۡنَ (44)

قدیم زمانے میں سورج کی طرح چاند کی روشنی بھی ذاتی سمجھی جاتی تھی۔ بعد کی معلومات سے پتہ چلا کی چاند کی روشنی اپنی نہیں بلکہ وہ سورج کی روشنی کو منعکس کرتا ہے۔ ان معلومات کی روشنی میں جب ہم قرآن کی ان آیات کا مطالعہ کرتے ہیں، جن میں سورج اور چاند کا ذکر ہے، تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم نے کس خوبصورتی سے سورج اور چاند کی علیحدہ صفات کا تذکرہ کیا ہے، اور کہیں بھی سورج کے لیے چاند اور چاند کے لیے سورج کی صفت استعمال نہیں کی۔ چند آیات ملاحظہ ہوں: اَلَمۡ تَرَوۡا کَیۡفَ خَلَقَ اللّٰہُ سَبۡعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًاۙ وَّ جَعَلَ الۡقَمَرَ فِیۡہِنَّ نُوۡرًا وَّ جَعَلَ الشَّمۡسَ سِرَاجًا (45) تَبٰرَکَ الَّذِیۡ جَعَلَ فِی السَّمَآءِ بُرُوۡجًا وَّ جَعَلَ فِیۡہَا سِرٰجًا وَّ قَمَرًا مُّنِیۡرًا (46) ھُوَ الَّذِیۡ جَعَلَ الشَّمۡسَ ضِیَآءً وَّ الۡقَمَرَ نُوۡرًا (47)

ایک جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَ السَّمَآءَ بَنَیۡنٰہَا بِاَیۡىدٍ وَّ اِنَّا لَمُوۡسِعُوۡنَ (48) قدیم زمانے میں کائنات کے پھیلاؤ کا کوئی تصور نہیں تھا، چنانچہ اس آیت میں عام طور پر مفسرین موسعون سے مراد لیا کرتے تھے ''ہم فیاضی کے ساتھ عطا کرتے ہیں'' یا ''ہم رزق فراخ کرتے ہیں'' لیکن اب جبکہ علم ہیئت کی

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

جدید معلومات کے مطابق یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ کائنات پھیل رہی ہے اور کہکشائیں ایک دوسری سے دور ہوتی جارہی ہیں، تو ہم اس آیت کو زیادہ بہتر طور پر سمجھنے کے قابل ہو گئے ہیں۔ وَالسَّمَآءَ بَنَیْنٰھَا بِاَیْدٍ کے الفاظ صاف طور پر بتا رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آسمان کو اپنی قوت عظیمہ سے تخلیق کرنے کا ذکر فرما رہا ہے۔ چنانچہ معاًبعد ''رزق میں فراخی'' والا مفہوم کیسے در آیا؟ قرآن کے بے مثل نظم کا تقاضا ہے کہ وَاِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ کے الفاظ کا وَالسَّمَآءَ بَنَیْنٰھَا بِاَیْدٍ کے الفاظ سے قریبی تعلق ہو۔ یوں یہ بات عیاں ہوئی کہ اس آیت کریمہ میں دراصل یہ فرمایا جارہا ہے کہ ''آسمان کو ہم نے اپنی عظیم قوت سے بنایا ہے اور ہم اس میں توسیع کر رہے ہیں۔''

سائنسی نوعیت کے قرآنی بیانات غیر مسلم اہل سائنس کے قرآن کی طرف راغب ہونے کا ذریعہ ہیں: سائنسی نوعیت کے قرآنی بیانات جدید سائنسی معلومات کے تناظر میں غیر مسلم سائنسدانوں کے قرآن کی طرف متوجہ ہونے کا ذریعہ بنتے ہیں۔ ایسے متعدد شواہد موجود ہیں کہ غیر مسلم اہل سائنس جدید سائنسی معلومات اور سائنسی نوعیت کی قرآنی آیات کے تقابل کے نتیجہ میں قرآن کی حقانیت اور اس کے الہامی ہونے کے اقرار پر مجبور ہوئے۔ چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

معروف فرانسیسی سائنسدان اور فزیشن ڈاکٹر موریس بکائی نے قرآن سائنس اور بائبل کے تقابلی مطالعہ کے بعد قرآن کی حقانیت کا اعتراف کیا۔ مذکورہ تناظر میں ڈاکٹر بکائی کی کتاب نے خاصی شہرت حاصل کی اور کئی زبانوں میں ترجمہ ہوئی۔ ڈاکٹر صاحب کے مطابق قرآن میں تخلیق و پیدائش، فلکیات، زمین، حیوانات و نباتات کی دنیاؤں اور اعادہ تخلیق انسانی وغیرہ کے حوالے سے کثیر سائنسی موضوعات زیر بحث آئے ہیں۔ بائبل میں بھی اس نوع کے موضوعات مذکور ہیں، لیکن وہاں اغلاط کی بھرمار ہے۔ جبکہ قرآن میں اس حوالے سے مجھے ایک بھی غلطی نہیں ملی۔ میں نے رک کر اپنے آپ سے سوال کیا کہ اگر کوئی انسان قرآن کا مصنف ہوتا تو وہ ساتویں صدی عیسوی میں ایسے حقائق کیسے بیان کر سکتا، جو آج کے سائنسی حقائق سے مطابقت رکھتے ہیں؟ کیا ایسی کتاب کی کوئی بشری توجیہ ممکن ہے؟ میرے نزدیک ہرگز نہیں۔ یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ اس دور میں، جبکہ فرانس پر کنگ ڈیگوبرٹ (۶۲۹ء-۶۳۹ء) کی حکومت تھی، جزیرۂ عرب کا کوئی باسی، بعض موضوعات پر ایسی سائنسی معلومات رکھتا ہو، جو ہمارے زمانے سے بھی دس صدیاں آگے کی ہیں؟(49)

گذشتہ زمانے میں لوگوں کا خیال تھا کہ درد کا احساس دماغ کے ذریعہ ہوتا ہے۔ لیکن جدید تحقیقات سے ثابت ہوا کہ درد کا احساس انسان کی جلد میں موجود درد محسوس کرنے والے خلیات سے ہوتا

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

ہے۔قرآن کی حسب ذیل آیت میں یہ حقیقت پنہاں ہے:اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِاٰیٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِیْھِمْ نَارًا کُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُھُمْ بَدَّلْنٰھُمْ جُلُوْدًا غَیْرَھَا لِیَذُوْقُوا الْعَذَابَ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَزِیْزًا حَکِیْمًا (50) تھائی لینڈ کی چیانک مائی یونیورسٹی کے شعبہ علم الاعضا کے صدر پروفیسر تگاتات تیجاسین(Tagatat Tejasen) نے درد محسوس کرنے والے عضلات پر طویل عرصہ تک تحقیق کی ۔ ابتدا میں قرآن میں انہیں اس طرح کی حقیقت کے موجود ہونے کا یقین نہ آیا،لیکن جب تحقیق سے واضح ہوا کہ قرآن اس حقیقت کو چودہ سو سال پہلے بیان کر چکا ہے،تو انہوں نے ریاض میں ''قرآن و سنت کی سائنسی علامات'' کے موضوع پر منعقد ہونے والی آٹھویں سعودی طبی کانفرنس میں پورے مجمع کے سامنے کلمہ طیبہ کا اقرار کرلیا۔(51)

عرب سائنسدانوں کی طرف سے قرآن کے جینیات سے متعلق بیانات یونیورسٹی آف ٹورنٹو، کینیڈا کے جینیات کے نامور اور مستند ماہر پروفیسر ڈاکٹر کیتھ مور کو تبصرے کے لیے بھیجے گئے۔ان معلومات میں ایک چیز یہ تھی کہ قرآن نے جنین کی ابتدائی حالت کو جونک کے مشابہ بتایا ہے۔مثلاً قرآن میں ہے:اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ o خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍo (52) لفظ علق کے معنی جمے ہوئے خون کے لوتھڑے اور جونک کی طرح چمٹنے والی چیز کے ہیں۔ڈاکٹر کیتھ مور کو معلوم نہیں تھا کہ جنین کی ابتدائی شکل جونک کے مشابہ ہوتی ہے۔انہوں نے اس کا جائزہ لینے کے لیے اپنی تجربہ گاہ میں انتہائی طاقتور خوردبین کے ذریعے جنین کی ابتدائی شکل کا مطالعہ کیا۔جب انہوں نے جونک کے خاکے کے ساتھ اس کا موازنہ کیا تو وہ دونوں کی مشابہت دیکھ کر حیران رہ گئے۔ڈاکٹر مور نے جینیات کے حوالے سے قرآن میں بیان ہونے والی متعدد معلومات سے استفادہ کیا اور اس بات کا برملا اعتراف کیا کہ یہ معلومات قبل ازیں ان کے علم میں نہیں تھیں۔انہوں نے یہ بھی اعتراف کیا کہ قرآن کے ان بیانات کا منبع یقیناً الہامی ہے۔(53) تھامس جیفرسن یونیورسٹی فلاڈیلفیا کے ڈینٹل انسٹی ٹیوٹ کے صدر اور شعبہ علم الاعضا کے ڈائریکٹر ممتاز امریکی سائنسدان پروفیسر مارشل جانسن نے جینیات سے متعلق قرآنی آیات پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا:ممکن ہے محمد(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس کوئی طاقت ور خورد بین ہو۔جب انہیں کہا گیا کہ قرآن تو چودہ سو سال پہلے نازل ہوا تھا،جبکہ خوردبین اس کے کئی صدیاں بعد ایجاد ہوئی،تو وہ مسکرا کر کہنے لگے: پہلی خوردبین متعلقہ چیزوں کو دس گنا بڑا کر کے دکھا سکتی تھی۔بعد میں انہوں اعتراف کیا کہ محمد(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کسی الہامی حکم سے قرآن کی تلاوت فرماتے تھے۔(54)

مستقبل سے متعلق خبریں اور ان کی تصدیق : جب بعض اوقات جدید معلومات کے تناظر

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

میں گفتگو کرتے ہوئے کہا جاتا ہے کہ فلاں قسم کی معلومات جو جدید سائنسی ترقی کی بدولت انسان کے علم آئی ہیں، قرآن ان کو صدیوں پہلے اشارۃً اپنی فلاں آیت میں بیان کر چکا ہے، تو بعض لوگ نہایت چیں بہ جبیں ہوتے ہیں۔ کچھ یہ کہتے نظر آتے ہیں کہ یہ بات اگر قرآن میں پہلے سے بیان کر دی گئی تھی تو مسلمانوں کو پہلے معلوم کیوں نہ ہوئی؟ بعض دیگر حضرات اس پر تجدد اور سائنس کو مسلمان بنانے کی کوشش کی پھبتی کستے ہیں۔ حالانکہ یہ بات قرآن کا ہر ادنی طالب بھی جانتا ہے کہ اس میں مستقبل سے متعلق کئی ایک خبریں اور پیش گوئیاں مذکور ہیں۔ اور تاریخی حقائق سے روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ وقت گذرنے کے ساتھ قرآن کی متعدد پیش گوئیاں اور مستقبل کے حوالے سے دی گئی خبریں حرف بحرف سچ ثابت ہوتی رہی ہیں۔ لہذا قرآن میں مستقبل کے سائنسی موضوعات سے متعلق مواد کا پایا جانا کوئی بعید از امکان بات ہے اور نہ اس پر حیرت واستعجاب کا کوئی جواز۔ چنانچہ قرآن میں ایسے بہت سے بیانات ہیں کہ جدید سائنسی ترقی نے ان کی تصدیق کی ہے یا ان کے بعض ایسے پہلو نمایاں کیے ہیں، جو قبل ازیں یوں نگاہوں کے سامنے نہ تھے۔ ذیل میں اس سلسلہ میں چند بیانات کا مختصر تذکرہ کیا جاتا ہے:

ارشاد باری تعالیٰ ہے: يَـٰمَعْشَرَ ٱلْجِنِّ وَٱلْإِنسِ إِنِ ٱسْتَطَعْتُمْ أَن تَنفُذُوا۟ مِنْ أَقْطَارِ ٱلسَّمَـٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ فَٱنفُذُوا۟ لَا تَنفُذُونَ إِلَّا بِسُلْطَـٰنٍ (55) ڈاکٹر موریس بکائی کے مطابق مذکورہ آیت مبارکہ میں انسان کے خلا میں نفوذ کر سکنے کا ذکر ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ اس حوالے سے مذکورہ آیت اور قرآن حکیم کی دو اور آیات خصوصی توجہ کی طالب ہیں۔ متذکرہ صدر آیت بغیر کسی ابہام کے بتا رہی ہے کہ انسان کو اس میدان میں کیا حاصل کرنا چاہیے، اور وہ کیا حاصل کرے گا۔ دوسری دو آیات میں اللہ تعالیٰ منکرین مکہ کو بتا رہا ہے کہ اگر وہ خود کو آسمانوں کی سطح تک بلند کر سکیں، تو ان کو کس قدر حیران کن صورت حال سے سابقہ پیش آئے گا۔ وہ یہ بھی بتا رہا ہے کہ کفار مکہ اس حیران کن صورت حال کا مشاہدہ نہیں کر سکیں گے۔ ڈاکٹر بکائی نے درج بالا آیت کے بعض الفاظ کی دقیق لسانی توضیح کے بعد لکھا ہے کہ اس بات میں کوئی شبہ نہیں رہ جاتا کہ یہ آیت اس بات کی طرف اشارہ کر رہی ہے کہ آدمی ایک دن وہ مقصد حاصل کر لے گا، جس کو آج ہم (شاید غلط طور پر) تسخیر خلا کا نام دے رہے ہیں۔ انسان کو یہ بات ذہن میں رکھنا چاہیے کہ قرآن کا متن صرف آسمانوں کے اندر نفوذ ہی کی پیش گوئی نہیں کر رہا، بلکہ زمین سے بھی پار ہو جانے اور اس کی گہرائیوں کا کھوج لگانے کا بھی پتہ دیتا ہے۔ (56) دوسری دو آیات مندرجہ ذیل ہیں: وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِم بَابًا مِّنَ ٱلسَّمَآءِ فَظَلُّوا۟ فِيهِ يَعْرُجُونَ لَقَالُوٓا۟ إِنَّمَا سُكِّرَتْ أَبْصَـٰرُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُورُونَ (57) مذکورہ بالا بیان میں ایک ایسے منظر پر حیرت کا اظہار کیا گیا ہے، جو آدمی کے حیطہ تصور سے سے بھی بالا تر ہے۔ اس جگہ شرطیہ

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

جملہ لفظ ''لو'' سے شروع کیا گیا ہے، جو ایک ایسے مفروضے کو ظاہر کر رہا ہے، جو ان آیات کے اولین مخاطبین کے سامنے کبھی حقیقت کا روپ نہیں دھار سکتا۔ چنانچہ زیرِ نظر موضوع کے حوالے سے ہمارے سامنے متن قرآن کی دو عبارتیں ہیں۔ ان میں سے ایک اس بات کی طرف اشارہ کر رہی ہے، جو ایک روز انسان کے خداداد علم وفہم کی بدولت حقیقت بن کر سامنے آ جائے گی۔ دوسری اس واقعہ کا ذکر کرتی ہے، جس کا مشاہدہ کفارِ مکہ کبھی نہیں کر سکیں گے، کیونکہ یہ شرط کی وہ نوعیت ہے جو کبھی حقیقت کا جامہ نہیں پہنتی۔ ہاں اس واقعہ کا مشاہدہ کفارِ مکہ کے علاوہ دوسرے لوگ کریں گے، جیسا کہ مجولہ بالا پہلی آیت میں بیان کیا گیا ہے۔ قرآن کی عبارت اس انسانی ردِعمل کو بیان کر رہی ہے، جس سے غیر متوقع مناظر کے مشاہدہ کی صورت میں خلانوردوں کو سابقہ پیش آئے گا۔ یعنی غیر واضح بینائی جیسا کہ حالتِ نشہ میں ہوتی ہے اور جادو کے زیرِ اثر ہونے کا احساس۔ یہ بعینہ وہ تجربہ ہے جو 1961ء میں دنیا کے گرد پہلی خلائی پرواز کے وقت سے خلانوردوں کو مسلسل ہوتا رہا ہے۔(58)

قرآن کریم میں شفق، رات اور جن چیزوں کو وہ ڈھانپ لیتی ہے، چاند اور اس کے مہِ کامل بن جانے کی قسم کھا کر فرمایا گیا کہ تم طبق در طبق اوپر چڑھو گے: فَلَآ أُقْسِمُ بِالشَّفَقِ وَالَّيْلِ وَمَا وَسَقَ وَالْقَمَرِ إِذَا اتَّسَقَ لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ (59) بعض اہلِ علم کے نزدیک مذکورہ بالا آیات میں انسان کی خلائی پرواز اور اس کے چاند تک سفر سے متعلق حسبِ ذیل گوئیاں مذکور ہیں: ا۔ انسان ایک طبق سے دوسرے طبق تک سفر کریں گے۔ ۲۔ ان کا یہ سفر زمین سے چاند تک ہوگا۔ ۳۔ سفر کرنے والے کسی چیز پر سوار ہو کر جائیں گے۔ ۴۔ جو لوگ یہ سفر کریں گے ان کی تعداد کم از کم تین ہوگی۔ ۵۔ یہ سفر اختیار کرنے والے غیر مسلم ہوں گے۔

سورہ الانشقاق میں ان آیات سے قبل قیامت سے پہلے رونما ہونے والے واقعات کا ذکر ہے۔ اجرام فلکی، نظام کائنات اور خصوصاً نظام شمسی کا بیان ہے۔ اسی طرح اس میں کائنات میں رو پذیر ہونے والے مختلف تغیرات کا بھی تذکرہ ہے۔ مختلف قسمیں کھائی گئی ہیں اور آخر میں چاند کی قسم کھا کر کہا گیا ہے کہ تم ایک طبق سے دوسرے طبق تک پہنچو گے۔ یعنی طبق در طبق پرواز کرو گے۔ قرآن حکیم کی آیات کا چونکہ ایک دوسری کے ساتھ نہایت حکیمانہ ربط ہوتا ہے، اس لیے طبق در طبق سفر کرنے کے ذکر سے پہلے چاند کی قسم میں ایک لطیف اشارہ ہے کہ اس سفر کا تعلق چاند سے ہوگا۔ گویا ایک طبق سے مراد زمین اور دوسرے طبق سے مراد چاند ہے۔ یہاں یہ خیال پیدا ہو سکتا ہے کہ اگر یہی مقصود ہوتا کہ انسان کا سفر چاند کی طرف ہوگا تو واضح طور پر چاند کا ذکر کر دیا جاتا۔ درحقیقت اس میں بھی ایک لطیف اشارہ ہے۔ اگر چاند کا ذکر کر دیا جاتا تو انسان کی سیر

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

کائنات چاند تک محدود ہو جاتی، لیکن انسان کے طائرِ ہمت کی پرواز چونکہ چاند تک محدود نہیں، بلکہ وہ تو کائنات کی وسعتوں کو ماپنے کی ہمت رکھتا ہے، اور نہ جانے کن کن اجرام فلکی پر آشیاں بند ہوگا، اس لیے ''طبق سے طبق'' کے الفاظ استعمال کیے اور ابتداء میں چاند کا ذکر کر دیا تا کہ پتہ چل جائے کہ انسان کائنات کی وسعتوں کو ماپنے نکلے گا تو اس کے سفر کا آغاز چاند سے ہوگا۔ اس سفر کے لیے ''لترکبن'' کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ اس کا مطلب ہے کسی چیز پر سوار ہونا۔ سواری کو مرکب کہتے ہیں اور گھوڑے پر سوار ہونے کے لیے جس چیز پر پاؤں رکھا جاتا ہے، اسے رکاب کہتے ہیں۔ گویا ''لترکبن'' کا لفظ اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ یہ اوپر جانا کسی سواری کے ذریعہ ہوگا: **الرکوب فی الاصل کون الانسان علی ظھرِ حیوانٍ وقد یُستَعمَلُ فی السفینۃ**۔ ''رکوب اصل میں انسان کے کسی حیوان پر سوار ہونے کو کہتے ہیں لیکن اس کا استعمال جہاز کی سواری پر بھی ہوتا ہے'' جب تک سائنس اور ٹیکنالوجی نے ترقی نہیں کی تھی اور انسان کے زمین سے پرواز کر کے کسی دوسرے سیارے تک جانے کا تصور نہ تھا، اس وقت تک رکوب کو اس کے اصلی معنی میں استعمال کرنا مشکل تھا۔ اس لیے مفسرین کرام اس کے مجازی معنی مراد لیتے رہے۔ لیکن اب جب سائنسی اور ٹیکنالوجی کی ترقی نے انسان کی فضا اور خلا میں پرواز کو ممکن بنا دیا ہے، اور ہم دیکھتے ہیں کہ انسان مختلف سیاروں پر پہنچنے کی کوششوں میں مصروف ہے، تو اب اس لفظ کو اس کے حقیقی مفہوم میں استعمال کرنا بلاشبہ جائز ہوگا۔ ''لترکبین'' کے ساتھ لام تاکید اور ن ثقیلہ اس کے مفہوم میں دوہری تاکید پیدا کر رہا ہے کہ طبق در طبق کا یہ سفر ضرور واقع ہوگا۔ ''لترکبن'' جمع کا صیغہ ہے اور جمع کا صیغہ عربی زبان میں کم از کم تین کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ اس سے یہ واضح اشارہ بھی مل جاتا ہے کہ یہ سفر کرنے والے تعداد میں کم از کم تین ہوں گے اور **فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ** کے الفاظ اس بات کی طرف اشارہ کر رہے ہیں کہ یہ سفر کرنے والے غیر مسلم ہوں گے۔

آج سے کچھ عرصہ پیشتر انسانوں کے چاند پر پہنچنے کا حیران کن کارنامہ انجام پایا تو یہ ساری پیش گوئیاں حرف بحرف پوری ہوگئیں۔ انسان نے زمین سے چاند تک کا سفر کیا۔ یہ سفر ایک سواری خلائی جہاز کے ذریعے کیا گیا۔ سفر کرنے والوں کی تعداد تین تھی اور وہ تینوں غیر مسلم تھے۔ (60)

مزید سائنسی اکتشافات کی بنیادیں: قرآن کے بعض بیانات ایسے بھی ہیں، جو مزید سائنسی اکتشافات کے لیے بنیادیں فراہم کرتے ہیں۔ مثلاً قرآن حکیم سے ایک تصور یہ بھی ملتا ہے کہ زمین کے علاوہ آسمانوں میں بھی زندگی ہے۔ سورۂ شوریٰ میں زمین و آسمان کی تخلیق اور ہر دو میں جانداروں کے پھیلانے اور ارضی و سماوی مخلوق کے اجتماع کا ذکر ہے: **وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَثَّ فِيْهِمَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّهُوَ عَلٰى جَمْعِهِمْ اِذَا يَشَآءُ قَدِيْرٌ** (61) واضح رہے کہ قدیم مفسرین تک اس آیت کریمہ کی بنیاد

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

پر اس بات کے قائل ہیں کہ اجرام سماوی میں انسان جیسی مخلوق کا بھی وجود ہوسکتا ہے، مگر ہاں اس آیت کے آخری فقرے میں جس اجتماع کا تذکرہ ہے، اس سے مراد ان کے نزدیک قیامت کا دن ہے، مگر اس کو جزم کے ساتھ قیامت ہی سے متعلق قرار دینا صحیح نہیں ہوسکتا، کیونکہ اس میں ایسا کوئی لفظ موجود نہیں ہے، جو اس واحد مفہوم کا تعین کر سکے۔ بلکہ موجودہ خلائی پروازوں کی ترقی نے قبل از قیامت ہی اس اجتماع کو ممکن بنادیا ہے۔(62)

مطالعہ قرآن سے ایک مفہوم یہ بھی سامنے آتا ہے کہ اگر انسان خلاؤں اور بین السماء والارض مظاہر فطرت پر غلبہ حاصل کرلے اور اجرام سماوی کے طبیعی وفطری احوال وکوائف سے نپٹنے کے قابل ہو سکے ،تو وہ دیگر سیارگان تک پہنچنے کے لیے سفر آغاز کرسکتا ہے، مگر مخلوقِ ارضی کا یہ لشکر حقیر تر ہے، جو دیگر سیاروں میں موجود فوجوں سے شکست کھا جائے گا: اَمْ لَهُمْ مُّلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَلْيَرْتَقُوْا فِي الْاَسْبَابِ جُنْدٌ مَّا هُنَالِكَ مَهْزُوْمٌ مِّنَ الْاَحْزَابِ (63) مولانا شہاب الدین ندوی کے مطابق یہ آیت اس حقیقت کی بھی نقاب کشائی کررہی ہے کہ انسان دیگر سیاروں پر پہنچ کر شکست کھا جائے گا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دیگر سیاروں پر کوئی ترقی یافتہ مخلوق بھی موجود ہے، مگر اس موقع پر یہ بات خوب سمجھ لینی چاہیے کہ قرآن حکیم یہ نہیں کہتا کہ یہ ترقی یافتہ مخلوق تمام سیاروں یا کل اجرام سماوی میں موجود ہے، بلکہ صرف یہ کہتا ہے کہ اجرام سماوی پر ان کا وجود ہے اور ان دونوں باتوں میں بڑا فرق ہے۔ لہٰذا یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ ترقی یافتہ مخلوق یا زندگی کی کوئی بھی شکل ہمارے نظامِ شمسی (Solar System) کے کسی سیارے (مثلاً زہرہ اور مریخ وغیرہ) میں ہوگی یا کسی دوسرے نظامِ شمسی میں؟ مگر اتنی بات تو ضرور کہی جاسکتی ہے کہ جب کبھی انسان کی مڈبھیڑ اس ترقی یافتہ مخلوق سے ہوگی تو پھر اس کا حلیہ بگڑ جائے گا۔ (64)

قرآن کریم زمین کے آسمانوں کی مثل (65) ہونے اور ایک سے زیادہ عالموں (66) کا تذکرہ کرتا ہے۔ لیکن دیگر عالموں اور آسمانوں کی مانند زمینوں کے ہونے کی صحیح کیفیت وحقیقت کیا ہے؟ اس سے متعلق ابھی تک کوئی قابل ذکر سائنسی معلومات موجود نہیں۔ مستقبل میں ممکن ہے اس کی سائنسی تناظر میں بہتر تفہیم کی کوئی صورت سامنے آجائے۔ (واضح رہے کہ سائنس آسمانوں کی صحیح صحیح کیفیت سے متعلق بھی ابھی تک بہت محدود معلومات رکھتی ہے، جس کا ماہرین فلکیات وطبیعات واضح اعتراف کرتے ہیں۔ سبع سمٰوٰت کے اندر ابھی بہت سے دنیائیں پنہاں ہیں۔)

نتیجہ بحث:

مغرب میں آزادانہ غور وفکر اور حیات وکائنات سے متعلق عقلی توجیہات کے حوالے سے مقتدر اہل

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

مذہب کا متعصّبانہ اور جارحانہ رویہ بالآخر مذہب اور سائنس کی حریفانہ کشاکش پر منتج ہوا۔سائنس سے وابستہ لوگ ردِعمل کی نفسیات کا شکار ہوکر مطلقاً مذہب کے دشمن بن گئے۔رفتہ رفتہ مذہب اور سائنس کے تصادم اور ٹکراؤ کا تصور عام ہوگیا۔عیسائیت کے نقائص،عیسائیت کے مذہب کی واحدہ نمائندہ ہونے اور سائنسدانوں کے مذہب کے خلاف اندھے تعصب کے سبب،مغرب میں یہ سوال قابل التفات نہ سمجھا گیا کہ کوئی مذہب ایسا بھی ہوسکتا ہے،جو آزادانہ غور وفکر کے خلاف عیسائیت کے تعصّبات سے بالاتر ہو؟لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ ایسا مذہب،جیسا کہ بعد کے زمانوں میں خود بہت سے مغربی اہل سائنس نے اعتراف کیا،اسلام کی شکل میں موجود تھا۔اس کی الہامی کتاب نہ صرف عیسائیت اور بائبل کے برعکس ایسے کسی تعصب ہی سے آزاد تھی بلکہ غور وفکر اور مشاہدہ وتجربہ،جو سائنس کا اصل الاصول ہے،کو مہمیز لگاتی تھی۔اسلام کی پوری تاریخ شاہد ہے کہ یہاں مذہب اور سائنس کبھی ایک دوسرے کے متوازی دھارے نہیں رہے۔قرآن اور جدید سائنس کے تناظر میں،جدید تر دور میں،البتہ بعض مسلمان افراط وتفریط کا شکار ہوئے ہیں۔بعض قرآن سے سائنس کی جزئیات نکالنے کی کوشش کرتے ہیں اور بعض سائنس کو شجر ممنوعہ بنانے کی۔یہ دونوں رویے بالبداہت دو انتہاؤں سے عبارت ہیں۔قرآن سائنس کی کتاب ہے اور نہ اس سے مطلق بے تعلق۔قرآن کا اصلی مقصود انسان کی ہدایت اور اسے دنیا وآخرت میں کامیابی کی راہ پر ڈالنا ہے۔اس مقصد کے حوالے سے قرآن کا رویہ معروضی اور سائنٹفک ہے۔وہ اپنے پیش کردہ نظریات ودعاوی کو گوش ونگاہ بند کر کے ماننے کے بجائے انفس وآفاق پر غور وفکر اور ان کا مشاہدہ وتجربہ کر کے ماننے پر زور دیتا ہے۔انفس وآفاق کے مشاہدہ وتجربہ اور غور وفکر ہی پر سائنس کا انحصار ہے۔ گویا سائنس ایک ایسی چیز پر منحصر ہے،جس پر قرآن اپنے مقصد کے حصول کی غرض سے بطور ذریعہ کے زور دیتا ہے۔انسان اور کائنات کے خالق کا ابدی اور لازوال کلام ہونے کے ناطے قرآن میں جہاں ایسی باتوں کا پایا جانا محال ہے،جو مشاہدہ میں آئی ہوئی حقیقت کے خلاف ہوں،وہاں ایسی چیزوں کا پایا جانا ناگزیر بھی ہے،جو مختلف زمانوں کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ،اس کے پیغمبروں اور اس کے معجز کلام کی حقانیت کی طرف متوجہ کرنے کا ذریعہ بنیں۔چنانچہ جہاں بعض نئے سائنسی حقائق قرآن کے بعض بیانات کے بہتر فہم کا سبب بنتے ہیں،وہاں سائنسی نوعیت اور پیش گوئیوں کی قبیل کے قرآنی بیانات معروضی رویے کے حامل غیر مسلم اہل علم وسائنس کو قرآن کی جانب متوجہ کرنے کا ذریعہ بھی بنتے ہیں۔ اور یہ سلسلہ ان شاءاللہ اس وقت تک جاری رہے گا،جب تک سب پر یہ واضح نہیں ہوجاتا کہ یہ حق ہے(سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنفُسِهِمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ)۔(67)

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

حوالہ جات وحواشی

1. Maurice Bucaille, The Bible, The Quran and Science, Translated from the French by ALastair D. Pannel and the Author, N.D.P.102.

۲۔ مودودی، ابوالاعلی، مولانا، ترجمان القرآن (لاہور، پاکستان پرنٹنگ پریس، ۱۹۶۵ء) ص۲۸۵-۲۸۶۔

3. Maurice, Bucaille, The Quran and Modern Science (Ashraf Publication, Karachi, N.D)P.3.

۴۔ سیارہ ڈائجسٹ، قرآن نمبر، س۔ن، ۸۲/۲

5. Iqbal, Dr Allama Muhammad, The Reconstruction of Religious Thought in Islam (Hafeez Press, Lahore, 1965) PP.195-196.

6. Encyclopaedia Britannica (Printed in U.S.A, Fifteenth Edition, 1986) vol. 10,p.552, Gould.J.Kolb, A Dictionary of Social Sciences (Tavistock Publications, London, 1964) p.620.

7. Arnold, Thomas, the legacy of Islam (Oxford University Press, 1983) P.11.

8۔ عبدالقادر، ڈاکٹر، تاریخ سائنس (ادارہ تالیف وترجمہ پنجاب یونیورسٹی لاہور، ۱۹۸۳ء) ص ا۔

9- رفیع الدین، ڈاکٹر، اسلام اور سائنس (لاہور، اقبال اکادمی پاکستان، میکلورڈ روڈ، ۱۹۸۲ء) ص ا۔

10۔ فضل کریم، ڈاکٹر، قرآن اور جدید سائنس (لاہور، فیروزسنز، ۱۹۹۹ء) ص ۳۵۔

11- محمود انور، پروفیسر، جدید طبیعات کا تعارف (لاہور، مجلس ترقی ادب 2 کلب روڈ، ۱۹۶۵ء) ص ا۔

12۔ العلق ۹۶:۱-۵۔ 13 ۔ الرحمٰن ۵۵:۱-۴۔ 14۔ الجمعہ ۶۲:۲۔

15۔ الزمر ۳۹:۹۔ 16۔ المجادلہ ۵۸:۱۱۔ 17۔ الفاطر ۳۵:۲۸۔

18۔ العنکبوت ۲۹:۴۳۔ 19۔ البقرہ ۲:۳۰-۳۳۔ 20۔ طہٰ ۲۰:۱۱۴۔

21۔ البقرہ ۲:۱۶۴۔ 22۔ الذریت ۵۱:۲۰-۲۱۔ 23۔ آل عمران ۳:۱۹۱۔

24۔ العنکبوت ۲۹:۲۰۔ 25 ۔ الغاشیہ ۸۸:۱۸-۲۰۔ 26۔ ق ۵۰:۶۔

27۔ الاعراف ۷:۱۸۵۔ 28۔ الروم ۳۰:۲۰-۲۲۔ 29- الاعراف ۷:۱۷۹۔

30- الانفال ۸:۲۲۔ 31- یوسف ۱۲:۱۰۵۔

32۔ رفیع الدین، ڈاکٹر، حوالہ مذکورہ، ص ۱۷۔

33- الملک ۶۷:۳-۴۔ 34- البقرہ ۲:۲۶۰۔ 35- البقرہ ۲:۲۵۹۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

36- سید قطب، فی ظلال القرآن، دار الشروق الطبعة الشرعية التاسعة ۱۹۸۰ء، المجلد الاول ، ص .۱۸۱.

37- المرجع السابق، المجلد الرابع ، ص۲۳۷۶. 38- المرجع السابق.

39- شہاب الدین ندوی، مولانا، اسلام اور عصر حاضر (لاہور، المکتبۃ الاشرفیہ، جامعہ اشرفیہ فیروز پور روڈ، ۱۹۸۸ء) ص۔۳۷۔۳۸۔

40- حم السجدہ ۴۱:۵۳۔ 41۔ الذریت:۵۱۔۴۹۔ 42- الحجر:۱۵۔۲۲۔

43- یٰسین ۳۶:۳۶ 44۔ الانبیاء ۲۱:۳۳۔ 45- نوح ۷۱:۱۵۔۱۶۔

46- الفرقان ۲۵:۶۱۔ 47۔ یونس ۱۰:۵۔ 48- الذریٰت ۵۱:۴۷۔

49. Maurice Bucaille, The Bible, The Quran and Science, Op.Cit.P.110.

50- النساء ۴:۵۶۔

51۔ ذاکر نائیک، ڈاکٹر، قرآن اور جدید سائنس (لاہور، دارالسلام، ۲۰۰۸ء) ص ۹۳۔۹۴۔

52۔ العلق ۹۶:۱۔۲۔ 53۔ ذاکر نائیک، ڈاکٹر، حوالہ مذکور، ص ۷۲۔۷۵۔

54۔ ایضاً، ص ۸۷۔ 55- الرحمٰن ۵۵:۳۳۔

56. Maurice Bucaille, OP. CIT. P.149.

57- الحجر ۱۵:۱۴۔۱۵۔

58. Maurice Bucaille, OP. CIT. P.151.

59- النشقاق ۸۴:۱۶۔۲۰۔

60- طاہر القادری، ڈاکٹر، ایمان بالکتب (لاہور، منہاج القرآن پبلی کیشنز) ص ۴۹۔۵۱۔

61- الشوریٰ ۴۲:۲۹۔ 62- شہاب الدین ندوی، مولانا، حوالہ مذکور، ص۔۹۳۔

63- ص ۲۸:۱۰. ۱۱. 64- شہاب الدین ندوی، مولانا، حوالہ مذکور، ص ۹۴۔

65- الطلاق ۶۵:۱۲۔ 66- الفاتحہ ۱:۱۔ 67- حم السجدہ ۴۱:۵۳۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.